قاری محمد عامل خاں

پشتو تراجم و تفاسیرِ قرآن

شمال مغربی سرحدی صوبے کی مقامی زبان پشتو ہے اور یہ زبان بڑے ادبی اور علمی ذخیرے کی مالک ہے۔ متعدد اونچے درجے کے علما و فضلا، فقہا و صوفیا اور شعرا و ادبا اس زبان کو اپنے افکار عالیہ سے بہرہ مند کر چکے ہیں بلکہ اس زبان میں قرآن مجید کی تفاسیر و تراجم کا مواد بہت کم ہے اور اس کی چند وجوہ ہیں: اول یہ کہ اس نواح کے اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگ بھی ابتدا میں قرآن مجید کے کسی دوسری زبان میں ترجمہ اور تفسیر کو تحریف فی القرآن کے مترادف سمجھتے تھے۔

دوسری بڑی وجہ یہ تھی کہ یہاں کے عوام زبانی تقریر و تفسیر اور مواعظ سننے کو زیادہ اہمیت دیتے تھے۔ وہ تحریر کے عادی بھی نہ تھے اور اس کو چنداں اہم بھی نہ سمجھتے تھے۔

تیسری بات یہ تھی کہ برصغیر پاک و ہند کی دوسری زبانوں کے برخلاف پشتو کا رسم الخط ابھی تک متعین نہیں ہوا تھا، جس کی وجہ سے علمی خدمات میں یہ زبان بہت حد تک پیچھے رہی۔ کسی زمانے میں تو یہ حالت تھی کہ پشتو میں لکھنے پڑھنے کو بہت معیوب سمجھا جاتا تھا۔ لیکن جب اس نواح میں فکری بیداری پیدا ہوئی اور مختلف علمی اور سیاسی تحریکیں ابھریں تو وہاں کے علمی حلقے اور فہیم طبقے میں اس زبان میں اظہارِ خیال کا شدت سے احساس پیدا ہوا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ علما کی بڑی تعداد نے اس طرف عنانِ توجہ مبذول فرمائی اور اس زبان کو علمی میدان میں لانے کی جدوجہد کی۔ اب وہ قرآن مجید اور دیگر دینی علوم کو بھی پشتو میں ڈھالنے کے لیے کوشاں ہوئے لیکن یہ رفتار بہت سست رہی، تاہم جیسے جیسے حالات بدل رہے ہیں اور علمی و فکری کاوشوں کا میدان وسیع سے وسیع تر ہوتا جارہا ہے، اسی نسبت سے اس بات کی ضرورت بھی محسوس کی جارہی ہے کہ اسلامی تہذیب، اسلامی تمدن، اسلامی ثقافت، اسلامی تاریخ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور دیگر علوم اسلامیہ کو اس زبان میں منتقل کرنے کا اہتمام کیا جائے۔

یہاں ہم علمائے گرامی قدر کی فقط ان ہی مساعی جمیلہ کا ذکر کریں گے جو انھوں نے قرآن کریم

کی تفسیر اور تراجم کے سلسلے میں انجام دیں۔ وکان سعیھم مشکوراً ہ

تفسیر لیسیر

پشتو زبان کی سب سے پہلی اور مستند تفسیر "تفسیر لیسیر" ہے۔ یہ ایک ضخیم تفسیر ہے۔ جو مولانا مراد علی ابن مولانا عبدالرحمٰن السیلانی ساکن کامہ، جلال آباد کی تصنیف ہے۔ مصنف موصوف جید عالم بھی تھے اور معروف صوفی بھی۔ انھوں نے یہ تفسیر ۱۲۸۲ھ میں لکھنا شروع کی اور تقریباً دو سال کے عرصے میں مکمل کی۔ خود ممدوح نے اس کی تاریخِ آغاز لفظ افراغ (۱۲۸۲ھ) سے اور تاریخ اختتام لفظ غزمل (۱۲۸۴ھ) سے نکالی ہے۔

مولانا مراد علی مرحوم عربی و فارسی کے عالم اور پشتو کے ادیب اور انشا پرداز تھے نظم و نثر میں اس علاقے میں کوئی شخص ان کا حریف نہ تھا۔ چونکہ وہ تصوّف و سلوک کی راہوں پر بھی گام فرسا تھے اس لیے ان کے بے شمار ارادت مند بھی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی تفسیر بہت جلد مقبولِ خاص و عام ہو گئی۔ اس تفسیر کی وجہِ تالیف خود ان ہی نے مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کی ہے:

قد الحّ علیّ بعض الاخوان المکرمین لدی بین ابناء الزمان الذین لا یدعنی مجالستہم ثم لا یسعنی مخالفتہم۔ ان ارقم لہم تفسیر القرآن المجید وترجمۃ الفرقان الحمید باللسان السلیمانی مع اختصار المبانی لیسہل علی الطالبین ضبطہ ولا یصعب علی الحالبین ربطہ فشرعت فیہ بتوفیق المنان، ومنہ النعم والھدایۃ وعلیہ التکلان۔

یعنی قابلِ احترام بھائیوں نے یہ اصرار کیا کہ میں ان کے لیے پشتو زبان میں ایک تفسیر لکھوں جو مختصر اور جامع ہو تاکہ اس سے پشتو زبان جاننے والے پورا استفادہ کر سکیں۔ سو میں نے اللہ پر بھروسہ کر کے اس کام کو شروع کیا۔

آگے چل کر فرماتے ہیں:

دارم امید آنکہ فہیمانِ روزگار — تفسیرِ من قبول نمایند ہر زمان
زیرا کہ در جہان ہست تفاسیر بے شمار — لیکن نہ بہ زبان سلیمانی اند آن
افراغ (۱۲۸۲) سال پنجم شوال شد شروع — تفسیر بہر زمرۂ افغان بایں زبان

یعنی میں اربابِ عقل و دانش سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ اس تفسیر کو قبول فرمائیں گے۔ کیونکہ تفسیریں یوں تو بہت سی ہیں لیکن پشتو زبان میں کوئی تفسیر نہیں ہے۔ میں نے یہ تفسیر پشتو زبان جاننے والوں کے لیے ۱۲۸۲ھ میں لکھ شروع کی۔

مفسّر کا اندازِ تفسیر یہ ہے کہ وہ آیت قرآن کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم کر دیتے ہیں اور ساتھ ساتھ تفسیر و ترجمہ بھی کرتے جاتے ہیں۔ آیت کریمہ کے اختتام پر مزید متعلقات اور تفصیلات بیان کرتے ہیں۔ شانِ نزول، آیت سے پہلے تحریر کرتے ہیں۔ ترجمہ نیم لفظی، نیم با محاورہ قسم کا ہے۔ آیت سے پہلے مقدرات، اشارات، دلالات اور اقتضاءات کو ترجمہ ہی میں شامل کر کے بیان فرماتے ہیں اس سے اگرچہ پڑھنے والے کو ترجمہ اور تفسیر میں امتیاز کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ تاہم مجموعی حیثیت سے وہ قرآن کریم کے حکیمانہ مفہوم کو اخذ کر لیتا ہے۔

اس تفسیر کو مولانا مراد علی کے مریدین اور معتقدین میں کافی مقبولیت حاصل ہوئی۔ اس تفسیر کے بعد چونکہ پشتو زبان خاصی ترقی کر گئی، اس لیے اس کے بہت سے الفاظ متروک ہو گئے۔ لوگوں نے ان کے مترادفات تلاش کر کے تفسیر پر مختلف حواشی لکھے، مشکل الفاظ کے معانی بھی حل کیے۔ ان حواشی نے اچھی خاصی مقبولیت حاصل کر لی۔ ان میں سے ایک کا نام تیسیر الیسیر اور دوسرے کا نام فوق البشر ہے۔

تفسیر یسیر میں عربی اور فارسی کے الفاظ کی بڑی کثرت ہے، جس کی وجہ سے عوام کے لیے اس کا سمجھنا دشوار ہو جاتا ہے۔ لیکن اس میں مصنف کا کوئی قصور نہیں کیونکہ اس دور میں علما اور فضلا کی زبان کا یہی اسلوب تھا اور اس کو فضیلت کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ میرے خیال کے مطابق اس میں ایک اور نقص ہے کہ اس میں اسرائیلی روایات کی بڑی بھرمار ہے۔

مخزن التفاسیر

''تفسیر یسیر'' کے بعد جس عالمِ دین نے قرآن مجید کی خدمت کے لیے قلم اٹھایا وہ مولانا محمد الیاس پشاوری کوچیانی ہیں۔ کوچیان پشاور سے شمال کی طرف ورسک جانے والی سڑک کے کنارے ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ اس فاضل محقق نے جب دیکھا کہ تفسیر یسیر میں ترجمہ اور تفسیر کچھ اس طرح خلط ملط ہو گئے ہیں کہ کچھ پتا نہیں چلتا کہ کون سا لفظ کس عربی لفظ کا ترجمہ ہے تو انھوں نے مخزن التفاسیر

کے نام سے ایک نہایت اعلیٰ درجے کی تفسیر لکھی۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ ترجمہ لفظوں کے نیچے اور تفسیر و متعلقات حواشی میں درج کیے گئے ہیں۔ ترجمہ عام طور پر تحت اللفظ ہے اور عربی فارسی کے ثقیل الفاظ اس میں نہیں ہیں۔ اس سے ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہوا کہ عربی سے تھوڑی سی واقفیت رکھنے والے بھی آسانی سے سمجھ سکتے ہیں کہ پشتو کا کون سا لفظ عربی کے کس لفظ کا ترجمہ ہے۔

اس تفسیر کو عوام میں وہ مقبولیت نہ حاصل ہو سکی جو تفسیر یسیر کو حاصل ہوتی، اس لیے کہ مفسر نے اس کی اشاعت کے لیے بجائے مقامی ناشرین کے دہلی کے مطبع خادم الاسلام سے معاہدہ کیا اور ۱۳۱۲ھ میں یہ تفسیر اسی مطبع میں چھپی، جس کی بنا پر مقامی ناشرین نے اس کی حوصلہ افزائی سے گریز کیا اور کتاب کے اکثر نسخے دہلی میں رہ گئے۔ حالانکہ پشتو میں تفسیری ارتقا کے سلسلے کی یہ دوسری کڑی تھی، اور اس میں پہلی تفسیر کی کمی کو دور کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ لیکن ناشرین کی ناقدری نے اس تفسیر کو مقبول عام نہ ہونے دیا۔ مقبول نہ ہونے کی ایک اور وجہ حافظ محمد ادریس صاحب نے لکھی ہے، جو کسی حد تک درست معلوم ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ اس تفسیر کے کاتب کا رسم الخط نہایت ناقص تھا۔ اس نے متعدد مقامات پر حروف کا کام حرکات سے لیا، جس سے کتاب کی اہمیت بہت کم ہو گئی۔

ترجمہ مولانا عبدالحق

مولانا محمد الیاس کو چھپانی کے کچھ عرصہ بعد ان کے علاقے کے ایک مشہور عالم مولانا عبدالحق وربھنگوی نے قران کریم کا ایک ترجمہ پشتو زبان میں شائع کیا۔ وربھنگہ پشاور سے شمال کی طرف ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ مولانا موصوف ایک فصیح و بلیغ اور قادر الکلام عالم اور فارسی اور پشتو کے بہترین شاعر تھے۔ انھوں نے قرآن کریم کا ترجمہ اس طریق سے کیا کہ ترجمہ لفظی بھی ہو اور عام فہم بھی۔ انھوں نے خالص عوامی زبان استعمال کی۔ فارسی اور عربی کے ثقیل الفاظ بالکل ترک کر دیے۔ یہ تفسیر کافی جلی خط میں چھپی، جس سے اس کی مقبولیت دوسری تفسیروں کی نسبت بہت بڑھ گئی۔ یہ تفسیر تقریباً ایک ہزار صفحات پر محتوی ہے۔

تفسیر حسینی - ان ہی ایام میں مشہور عالم دین ملا محمد حسین الواعظ الکاشفی الہروی کی تفسیر حسینی کا ترجمہ پشتو زبان

میں ہوا- یہ ترجمہ کوٹ وارث کے ایک صاحبِ علم محمد عبداللہ اوران کے شاگرد مولانا عبدالعزیز عادل گڑھی نے مل کر کیا- اخراجات کی ذمہداری پشاور کے ایک رئیس قاضی محمد حسین نے قبول کی اوراسی مناسبت سے یہ تفسیر حسنی کے نام سے ۱۹۳۰ء میں بمبئی میں چھپی- ترجمہ کی زبان معمولی ہے-

ترجمہ شیخ الہند

اس دوران میں ایک پشتو تفسیر افغانستان میں لکھی گئی اور وہ اس طرح کہ وہاں کے چند نامور اور جید علما نے مل کر شیخ الہند مولانا محمود حسن کے ترجمے کو پشتو زبان میں منتقل کیا اور مولانا محمود حسن اور مولانا شبیر احمد عثمانی کے حواشی کا باندازِ تفسیر پشتو میں ترجمہ کیا - یہ تفسیر ان تمام خوبیوں پر مشتمل ہے جو ایک تفسیر میں ہونی چاہئیں - ترجمہ تحت اللفظ ہے اور اصل کے قریب اس لیے یہ عمدہ اور بہترین تفسیروں میں شمار کی جاتی ہے -

یہ تفسیر نہایت اعلیٰ اور سفید کاغذ پر آہنی حروف میں چھپی ہے - قرآن مجید کا متن جلی حروف میں ہے - ترجمہ کی عبارت متوسط حروف میں چھاپی گئی ہے - تفسیر باریک عبارت میں ہے - اس تفسیر کی حیثیت چونکہ ترجمۃ الترجمہ کی ہے اور اس کو اردو سے پشتو کے قالب میں ڈھالا گیا ہے - لہٰذا ترجمے میں فارسی اور عربی کے ایسے ثقیل الفاظ آ گئے ہیں جن کو لغت عربی کی طرف رجوع کیے بغیر سمجھنا مشکل ہے -

تفسیر ودودی

قیامِ پاکستان کے کچھ عرصہ بعد مولانا فضل ودود نے قرآن مجید کے پندرہ پاروں کا ترجمہ اور تفسیر پشتو زبان میں کیا - مولانا موصوف بہترین خوش نویس بھی تھے اور بہت نیک بھی - انھوں نے فرصت کے لمحات میں سترہ پاروں کا ترجمہ اس طرح کیا کہ اسے بامحاورہ بنانے کے لیے جگہ جگہ قوسین کا استعمال کیا- حواشی پر خازن، معالم التنزیل، جمل اور روح البیان وغیرہ سے فوائد نقل کیے- واقعہ یہ ہے کہ اس انداز سے پشتو زبان کے ترجمے کی ایک ترقی یافتہ شکل سامنے آگئی ہے -

مولانا فضل ودود یہ تفسیر مکمل نہ کر سکے اور اس کی تکمیل کی سعادت ، ایک اور عالمِ دین اور خوش نویس کے حصّے میں آئی- یہ ترجمہ پہلے تمام ترجموں سے بہتر اور آسان ہے- اس تفسیر کی

ایک خوبی یہ ہے کہ اس کے دونوں تکمیل کنندہ بزرگ فنِ کتابت میں کامل مہارت رکھتے تھے۔

کشاف القرآن

یہ تفسیر علامہ حافظ محمد ادریس کی تصنیف ہے۔ جیسا کہ موصوف نے خود ہی بیان کیا ہے "اس تفسیر کی وجہِ تالیف یہ ہے کہ پشتو زبان میں ایسا ترجمہ اور تفسیر عوام کے سامنے آجائے جو بامحاورہ ہو اور عوام کے لیے مفید ہو۔"

ترجمہ اور تفسیر مولانا اشرف علی تھانویؒ کے طرز کا ہے۔ پندرہ پاروں کی ایک جلد کشاف القرآن کے نام سے زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکی ہے اور مقبولیت حاصل کر چکی ہے۔ طلبہ، اساتذہ اور خطبائے مساجد کے لیے یہ بہت مفید ہے۔ کشاف القرآن کی چند خصوصیات جو دیگر پشتو تفاسیر اور تراجم میں نظر نہیں آتیں، حسب ذیل ہیں:

ا: یہ بامحاورہ اور سلیس پشتو زبان میں ہے۔

ب: تفسیری حصے میں صرف ان مباحث کی عقدہ کشائی کی گئی ہے جو قرآن مجید سے متعلق ہیں

ج: ضروری شانِ نزول بیان کر دی گئی ہے۔

د۔ کہیں کہیں ربط آیات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

ہ: میرے نزدیک اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں اسرائیلیات سے احتراز کیا گیا ہے۔

و: بعض مشکل الفاظ کے معنی اور بعض ترکیبوں کی وضاحت کی گئی ہے۔

ز: مختصر اور عام فہم ہے۔

اس تفسیر کے بارے میں حافظ محمد ادریس صاحب کا یہ کہنا کہ یہ تفسیر آئندہ چل کر پشتو زبان میں قرآن مجید کی تفسیریں لکھنے والوں کے لیے سنگِ میل کا کام دے گی کسی حد تک درست ہے۔

ان تفسیروں کے علاوہ پشتو زبان میں قرآن کریم کے بعض خاص خاص حصوں کے ترجمے اور تفسیریں بھی ہیں۔ ان میں سے بعض درج ذیل ہیں۔

ہو سکتا ہے کہ یہ فہرست جو دی جا رہی بہت کم ہو کیونکہ آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ زیادہ ہو سکتی ہیں۔ لیکن اس ضمن میں تمام معلومات جمع کرنے کے لیے بہت محنت اور صوبہ سرحد کے علمی

میں گھومنے کی ضرورت ہے۔

قصب السکر فی تفسیر سورۃ الکوثر

قصب السکر فی تفسیر سورۃ الکوثر، یہ امام ابن تیمیہ کی تفسیر سورۃ الکوثر کا پشتو زبان میں منظوم ترجمہ ہے، جو ۱۲۹۸ھ میں ریاض ہند پریس امرت سر میں شائع ہوا۔ مترجم کا نام معلوم نہ ہو سکا۔ حافظ محمد ادریس کے بیان کے مطابق اس کے مترجم صاحب زادہ عبدالقیوم مرحوم کے نانا مُلّا سید امیر صاحب کوٹھہ یا ان کے کوئی فاضل مرید تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ بہت بڑی جرأت کا کام تھا کیونکہ اس دور میں اس نواح میں ابن تیمیہؒ کا نام لینا ہی اپنے آپ کو کافر کہلوانے کے لیے کافی تھا۔

تفسیر والضحیٰ

یہ سورۃ والضحیٰ کی ایک منظوم تفسیر ہے۔ اس تصنیفِ لطیف کی کہانی بھی عجیب ہے۔ آج سے ایک سو نوے سال پیشتر ۱۲۰۶ھ میں تخت ہزارہ علاقہ گوندل ضلع کیمبل پور کے ایک نابینا عالم معزالدین نے چھاچھی پنجابی میں سورۃ والضحیٰ کی تفسیر لکھی۔ ان کا کہنا ہے کہ میں نے یہ تفسیر پشتو کی تفسیر والضحیٰ مصنفہ غلام محمد سے ترجمہ کیا ہے اور غلام محمد نے اپنی یہ تفسیر شیخ حمیدالدین ناگوری کی تصنیف بحرالمرجان سے ترجمہ کی تھی۔ حوالہ کے لیے دیکھیے فہرست مکتبہ اسلامیہ کالج پشاور۔

تفسیر بے نظیر

یہ پارہ تبارک الذی اور پارہ عم کی، ایک مختصر سی تفسیر ہے۔ مصنف کے نام کا علم نہیں ہو سکا۔ یہ تفسیر چین میں لکھی گئی ہے اور تاریخ طباعت ۱۳۰۲ھ ہے۔ تصنیف کا مقدمہ نظم میں ہے اور نثر قدیم اسلوب کی ہے۔

تفسیر الظاہر

یہ تفسیر مولانا عبدالودود صاحب نے شروع کی تھی، لیکن موصوف دماغی امراض میں مبتلا ہو گئے اور صرف پہلے پارے ہی کی تفسیر لکھ سکے۔

دارالعلوم اکوڑہ خٹک کے ایک جیّد عالم مولانا بادشاہ گل نے بھی ایک مبسوط تفسیر لکھنے

کا سلسلہ شروع کیا تھا مگر شاید کثرتِ مشاغل کی بنا پر یہ تفسیر ابھی پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکی۔

تفسیر حبیبی کے نام سے رستم ضلع مردان کے ایک عالم اور فاضل مدرس مولانا حبیب الرحمٰن نے تفسیر المنار کا خلاصہ پشتو زبان میں لکھا ہے جس کے چار اجزا چھپ کر بازار میں آگئے ہیں۔

ان تفاسیر و تراجم کے علاوہ پشتو میں قرآن مجید کا ایک اور ترجمہ بھی ہے جو ریاست بھوپال کے ایک وزیر مولوی جمال الدین خاں نے والیۂ بھوپال شاہ جہان بیگم کے عہدِ حکومت میں کرایا تھا۔

اس مضمون کے لیے درج ذیل ذرائع سے مدد لی گئی ہے:

۱- پشتو تفسیری لٹریچر پر حافظ محمد ادریس کا مقالہ جو جامع سندھ کی اسلامی کانفرنس میں پڑھا گیا۔

۲- پشتو ادب کی تاریخ - محمد مدنی عباسی، ناشر مرکزی اردو بورڈ لاہور۔

۳- فہرست مکتبہ اسلامیہ کالج پشاور۔

۴- سیارہ ڈائجسٹ کا قرآن نمبر جلد دوم۔

۵- بیت القرآن پنجاب پبلک لائبریری لاہور۔

کلامِ حکیم

مرتبہ: ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی

یہ ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم مرحوم کا مجموعہ کلام ہے۔ خلیفہ صاحب مرحوم کو شعر گوئی کا ذوق فطری طور پر ودیعت ہوا تھا اور انھوں نے غزل، نظم، قطعہ، رباعی وغیرہ مختلف اصنافِ سخن پر طبع آزمائی کر کے اپنی شعری صلاحیتوں کا سکہ بھی بٹھا دیا۔ اس مجموعے میں ان کے متوازن و متحرک ذہن کے بہت سے گوشے بے نقاب نظر آتے ہیں۔ قیمت: ۹/۵۰ روپے

ملنے کا پتہ: ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور